سوال

(308)بیٹے اور بیٹیوں کو شادی کے بعد حقوق سے فارغ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جدہ سے کسی سائل نے ایک طویل سوال بذریعہ ای میل ارسال کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میرے دو بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں ہیں میں اپنی زندگی میں ان تمام کی شادیاں کر کے ان کے حقوق سے فارغ ہو چکا ہوں اب بڑے لڑکے نے میرے ساتھ محاذ آرائی شروع کر دی ہے میری بیوی بھی اس گستاخ اور نافرمان بیٹے کی ہم نوا ہے اور میری خدمت سے انکاری ہے چھوٹا بیٹا میرے ساتھ ہے میرے پاس کچھ جائیداد باقی ہے بچیاں اپنی خوشی سے میرے چھوٹے بیٹے کے حق سے دستبردار ہو چکی ہیں اب میں اپنے نافرمان بیٹے کو اپنی جائیداد سے محروم کرنا چاہتا ہوں کیا میں شرعاً ایسا کر سکتا ہوں نیز ان حالات میں جبکہ میری بیوی نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے کیا میں اسے طلاق دے سکتا ہوں مجھے قیامت کے دن مواخذہ تو نہیں ہو گا کتاب و سنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہے کہ بلاشبہ اولاد کا والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنا اور ان کا گستاخ و نافرمان ہونا کبیرہ گناہ ہے حدیث کے مطابق قیامت کے دن اس قسم کے نافرمان اور گستاخ بچے اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم ہوں گے اور انہیں کسی بھی صورت میں پاکیزہ قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں اس جرم کی پاداش میں اللہ کے ہاں دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا لیکن ان حالات کے باوجود والد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی جائیداد سے محض نافرمان اور گستاخ ہونے کی وجہ سے کسی کو محروم کر دے جائیداد سے محرومی کے اسباب شریعت نے متعین کر دیے ہیں مثلاً: کفر قتل ارتداد وغیرہ ان میں اولاد کا نافرمان یا گستاخ ہونا کوئی ایسا سبب نہیں ہے جسے بنیاد بنا کر اسے اپنی جائیداد سے محروم کیا جا سکے۔ قرآن کریم نے :

يوصيكُمُ اللَّهُ في أَولـٰدِكُم [١١](#) ... سورة النساء

فرما کر ہر قسم کی اولاد کو ضابطہ میراث میں شامل کیا ہے البتہ جو اولاد نص قطعی سے اس ضابطہ سے متصادم ہو گی اسے خارج قرار دیا جائے گا جیسا کہ ہم نے پہلے اشارہ کیا ہے ضابطہ میراث بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :"(ضابطہ میراث پر عمل کیا جائے) جبکہ وصیت جو کر دی گئی ہے اسے پورا کیا جائے اور قرض جو میت کے ذمہ ہے اس کی بھی ادائیگی کر دی جائے بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو۔ (4/النساء 12)

اس مقام پر مفسرین نے لکھا ہے کہ وصیت میں ضرر رسانی یہ ہے کہ ایسے طور پر وصیت کی جائے جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوتے ہوں یا کوئی ایسی چال چلے جس سے مقصود اصل حقداروں کو محروم کرنا ہو حدیث میں ہے۔ (بیہقی) اس بنا پر نافرمانی اور گستاخی جیسے انتہائی سنگین جرم کے باوجود اولاد کو اپنی جائیداد سے محروم نہیں کیا جا

سکتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے اپنے کسی بچے کو ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : تو نے سب بچوں کو ایک ایک غلام دیا ہے "صحابی نے عرض کیا کہ نہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے معاملہ میں عدل و انصاف سے کام لو۔ "(صحیح بخاری الحبۃ258)

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " اپنی اولاد کے درمیان مساوات کیا کرو۔ "(بیہقی : کتاب الحبات)

اگر چہ بعض علماء نے یہ گنجائش نکالی ہے کہ باپ اولاد کے مخصوص حالات کے پیش نظر تقسیم میں تفاوت کر سکتا ہے مثلاً ایک لڑکا معذور اپاہج یا بیمار ہے یا وہ طالب علم میں مصروف ہے لیکن انہوں نے ایسے حالات میں بھی دوسرے بھائیوں کی رضامندی کو ضروری قرار دیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : "کہ باپ کوئی ایسا اقدام نہ کرے جو بھائیوں کے درمیان دشمنی اور عداوت کا باعث ہو اور وہ اس کے کسی اقدام سے اس کی نافرمانی کا باعث بنیں۔ صورت مسئولہ میں بھی حالات کچھ اس قسم کے ہیں کہ خرابی کی اصل وجہ یہی ہے کہ والد بڑے لڑکے کو محروم کرنا چاہتا ہے اگر اس نے بڑے لڑکے کو کلیۃ محروم کر دیا تو اس سے مزید بگاڑ ہو گا ممکن ہے کہ یہ بگاڑ چھوٹے بیٹے اور خود باپ کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن جائے حالات کا تقاضا یہی ہے کہ باپ فرمانبردار اور نافرمان کی تمیز کیے بغیر اپنی اولاد میں مساوات قائم رکھے شاید ایسا کرنے سے نفرت وکدورت کی آگ بھسم ہو جائے اور باپ کی طرف سے عدل وانصاف پر مبنی فراخدلی آپس میں دلوں کو ملادینے کا باعث ہو ممکن ہے کہ اس انصاف پسندی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کوئی اتفاق کی صورت پیدا کر دے۔

سوال۔ کا دوسرا حصہ نافرمان بیوی کو طلاق دینے سے متعلق ہے ہمارے نزدیک ایسے معاملات میں بازی سے کام نہیں لینا چاہیے طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ناپسندیدہ عمل بھی ہے اگر حالات ایسے ہوں کہ نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے خاوند کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی نافرمان بیوی کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے الگ کر دے تاکہ اسے ذہنی کوفت سے نجات مل جائے عین ممکن ہے کہ بیوی اس لیے خدمت سے راہ فرار اختیار کر چکی ہو کہ وہ اولاد کے درمیان مساوات اور برابری دیکھنا چاہتی ہو لیکن خاوند گستاخ اور نافرمان اولاد کو محروم کر دینے پر تلا ہوا ہو امید ہے کہ اولاد کے درمیان برابری کی تقسیم کرنے پر بیوی بھی فرمانبردار اور خدمت گزار بن جائے بہر حال ہمیں اولاد کے معاملہ میں اپنے رویے پر نظر ثانی کرنا ہوگی اور اس سلسلہ میں روا رکھی جانے والی زیادتی اور ناہمواری کو ختم کرنا ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:329